بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم و بہ نستعین

اداریہ!

عالم اسلام پر فکری یلغار اور ہم……

عالم اسلام پر فکری یلغار مستشرقین اور تحریک استشراق کے جاسوسوں اور ایجنٹوں کی دسیسہ کاریوں کا شاخسانہ ہے……اس یلغار کی ابتداء کیسے ہوئی؟ یہ کتنی سنگین اور دوررس ہے؟ اور اس نے عرب اور مسلم ممالک میں کیا نتائج پیدا کیے ہیں؟ اس کا اندازہ ماضی قریب کی ایک استشراقی تالیف……الی این یتجہ الاسلام…… Whither Islam) کے مطالعہ سے لگایا جاسکتا ہے جسے مستشرقین کی مختلف نسلوں اور جنسوں نے بڑی کاوش سے مرتب کیا ہے۔ مجمع اللغۃ العربیۃ جس کے بارے میں ہمارے ہندوپاک کے بعض مسلمان پروفیسرز، یہ باور کرتے کراتے رہے کہ یہ مسلم دنیا اور عرب مسلم اسکالرز کا ایک فورم ہے، دراصل تحریک استشراق کا ایک جال تھا اور ہے۔ برطانوی وزارت خارجہ کے ایڈوائزر مسٹر گب (Gib) جنہیں ہماری یونیورسٹیوں کا روشن خیال طبقہ ایک روشن خیال مفکر و دانشور کے طور پر اور کبھی منصف مزاج مؤرخ کے طور پر پیش کرتا ہے مجمع اللغۃ العربیۃ کے معزز رکن کے طور پر ایک طویل عرصے تک مجمع سے وابستہ رہے۔ ان کی مرتب کردہ مذکورہ بالا کتاب اسلامی دنیا کے پڑھے لکھے طبقے کو ورغلانے، دام تزویر میں پھانسنے اور پھر انہیں عالم استعمال کے خلاف استعمال کرنے کے وہ سارے منصوبے اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے جن میں سے بیشتر پر عمل درآمد ہو چکا یا ہو رہا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس فکری یلغار نے کیا کیا شبہات و اعتراضات اٹھائے اور کیا منصوبے اور اسکیمیں تیار کی ہیں، جن کا مقصد مسلم معاشرے کی بنیادیں ہلانا اور اسلامی دعوت کی اشاعت روکنا ہے۔ یہ کتاب عربی انگریزی اور دیگر کئی زبانوں میں شائع ہوئی مگر افسوس کہ عالم اسلام کی کسی بھی دینی یا مذہبی جماعت یا شخصیت نے اس کے مقابلے میں اپنی امت کی رہنمائی کے لئے کوئی ایسی چیز پیش نہ کی جو یہ بتاتی کہ اسلام نے امت کو اس فکری یلغار سے بچانے اور ثابت قدم رکھنے اور اس کے بہت سے منصوبوں اور سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے کیا راہ عمل متعین کی ہے۔ نہ کچھ ایسا ہو سکا کہ ہمارے کسی شیخ الاسلام، محدث مجدد، مفکر، دانشور نے یہ تجویز کیا ہوتا کہ اس یلغار کا مقابلہ کرنے اور تمام میدانوں اور تمام

سطحوں پر امت کو اس کے اثرات سے بچانے کیلئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں۔ اہل سنت کہلانے والے دونوں بڑے مذہبی مکاتب فکر (بریلوی و دیوبندی) بھی ایسا کوئی نہ تو اپنا جدا جدا اور نہ ہی مشترکہ فورم تشکیل دے سکے جو باہمی اختلافات کو ایک طرف رکھ کر صہیونیت اور تثلیثی کفر وشرک کی چھتری کے نیچے پرورش پانے والی تحریک استشراق کا راستہ روک سکتا اور امت مسلمہ کے جوانوں کو فکری یلغار سے محفوظ رکھنے کی تدبیر کرتا۔ حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح بروقت اس کی نشاندہی فرمائی تھی اور اپنی تالیف ضیاء النبی میں اس خطرناک دشمن کی، کیمسٹری (عناصر ترکیبی)، تاریخ، جغرافیا، اور اہداف کا ذکر فرمایا تھا اور اس کے عزائم کو آشکارا کیا تھا، کاش! اس کے بعد اس تحریک کے خلاف کسی نے علم جہاد بلند کیا ہوتا اور کوئی آگے بڑھا ہوتا۔

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کی کونسل کے ۱۹۹۲ء میں منعقد ہونے والے ایک اجلاس میں اس صورتحال پر غور کیا گیا اور فکری یلغار کے مقابلہ کے سلسلہ میں درج ذیل قراردادیں پاس کی گئیں۔

اول: شریعت اسلامیہ کے نفاذ کے لیے کام کیا جائے اور مقامی اور بین الاقوامی سیاسی تعلقات کی تشکیل میں اس کو بنیاد بنایا جائے۔

دوم: تعلیم وتربیت کے نظاموں کو غیر اسلامی عناصر سے پاک کیا جائے اور ان کو اس مقصد کے ساتھ ترقی دی جائے کہ نئی نسل کی تعمیر معاصر اسلامی تربیتی بنیادوں پر کی جائے اور اس کو اس طرح تیار کیا جائے کہ اسے اپنے دین کا شعور ہو اور وہ فکری یلغار کے تمام مظاہر سے محفوظ رہ سکے۔

سوم: داعیان اسلام کی تیاری کے لیے ایسے نصاب کی تشکیل نو ہو جس کے ذریعہ وہ اسلام کی روح اور انسانی زندگی کی تعمیر میں اس کے طریقۂ کار کا صحیح ادارک کرسکیں، ساتھ ہی انھیں عصری ثقافت سے بھی آگاہی ہوتا کہ وہ موجودہ معاشروں کے ساتھ پورے شعور اور بصیرت کے ساتھ تعامل کرسکیں۔

چہارم: ثقافتی یلغار کے تمام مظاہر اور اثرات کا مقابلہ کرنے اور مسلمانوں کو ان کے دین کی مکمل اور بھرپور واقفیت بہم پہنچانے کیلئے ان کی زندگی میں مسجد کو مکمل تربیتی مقام دیا جائے۔

پنجم: جوشبہات دشمنان اسلام نے پھیلائے ہیں ان کا ازالہ خالص علمی اور سنجیدہ انداز سے کیا جائے، جس سے ایک مومن کا اس دین پر پوری طرح اعتماد بحال رہے۔ ان شبہات کا رد کرنے میں معذرت خواہانہ اور کمزور انداز نہ اختیار کیا جائے۔

☆ تخصیص العام بالنیة مقبولة دیانة لا قضاء ☆

ششم: درآمد افکار ونظریات کے مطالعہ و جائزہ کا اہتمام کیا جائے اور پوری دیانت اور معروضیت کے ساتھ ان کے نقائص اور کوتاہیوں کی نشان دہی کی جائے۔

ہفتم: اسلامی بیداری سے دلچسپی لی جائے اوران تمام اداروں کی امداد اور تعاون کیا جائے جو دعوت کے میدان میں سرگرم ہیں اور صحیح اسلامی تشخص کی تعمیر کا کام کررہے ہیں، تاکہ انسانی معاشرے کے سامنے انفرادی اور اجتماعی سطح پر اور سیاسی، اجتماعی، ثقافتی اور اقتصادی، غرض زندگی کے تمام میدانوں میں اسلامی اصولِ حیات کی درخشاں تصویر سامنے آسکے۔

ہشتم: عربی زبان کے فروغ کی کوشش کی جائے، اس کی نشر واشاعت کا اہتمام کیا جائے اور دنیا بھر میں اس کی تعلیم کو مستحکم کیا جائے۔ اس لحاظ سے کہ یہ قرآن کریم کی زبان ہے اور اس بات کی کوشش کی جائے کہ عرب اور اسلامی ملکوں میں تمام اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عربی زبان کو ذریعۂ تعلیم بنایا جائے۔

نہم: اسلام کی اعلیٰ ظرفی اور رواداری کو بیان کیا جائے اور واضح کیا جائے کہ وہ انسانوں کی دنیا و آخرت کی بھلائی اور سعادتوں کے لیے آیا ہے۔ اس چیز کی تشہیر عالمی پیمانے پر اور تمام زندہ زبانوں میں کی جائے۔

دہم: تشہیر اور خبر رسانی کے جتنے ذرائع موجودہ دور میں پائے جاتے ہیں ان سب کو، کلمۂ حق اور کلمۂ خیر دنیا کے چپے چپے میں پہنچانے کے لیے استعمال کیا جائے اور کسی بھی دستیاب ذریعہ کو استعمال کرنے میں کوتاہی نہ کی جائے۔

یازدہم: موجودہ دور کے مسائل اور مشکلات کے اسلامی حل پیش کرنے کی کوشش کی جائے اوران حلوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جدوجہد کی جائے، کیونکہ کامیاب عملی تطبیق دعوت اور اشاعتِ دین کا سب سے مؤثر طریقہ ہے۔

دوازدہم: مسلمانوں کے مابین اتحاد واتفاق اور تمام میدانوں میں ان کے درمیان ہم آہنگی اور یک جہتی کے مظاہر کو مستحکم کرنے اور مصالحانہ طریقوں سے شریعت کے معروف احکام کے مطابق اختلافات وتنازعات کو حل کرنے کی کوشش کی جائے، تاکہ مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ کرنے اوران کے درمیان اختلافات اور تنازعات کو ہوا دینے کے منصوبے ناکام ہوجائیں۔

سیزدہم: مسلمانوں کو طاقت ور اور اقتصادی اور فوجی لحاظ سے خود کفیل بنانے کی کوشش کی جائے۔

☆ الیقین لا یزول بالشک ☆ (فقہی ضابطہ)

چہاردہم: تمام عرب اور اسلامی ممالک سے اپیل کی جائے کہ روئے زمین کے مختلف حصوں میں جو مسلمان ظلم وستم کا شکار ہیں ان کی مدد وحمایت کی جائے ، ان کے مسائل میں انھیں سہارا دیا جائے اور مختلف دستیاب وسائل کی مدد سے ظلم وجارحیت کو ان سے دفع کیا جائے۔

کونسل یہ بھی سفارش کرتی ہے کہ اکیڈمی کی جنرل سیکریٹریٹ فکری یلغار کے موضوع کی اہمیت اور اس کے مظاہر اور نئے اسالیب کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک مکمل اسٹریٹجی وضع کرنے کی ضرورت کے پیش نظر اس موضوع کے اہم پہلوؤں پر اکیڈمی کے آئندہ اجلاسوں اور مذاکروں میں بحث کروائے۔

ان قراردادوں کی زبان وبیان سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کس قدر مرعوبیت کے جذبے کے تحت منظور کی گئیں اور عملی اقدامات کے حوالہ سے نہ تو کوئی لائحہ عمل مرتب کیا گیا اور نہ ہی مسلم امہ کے حکمرانوں کو فکری یلغار کا راستہ روکنے کے سلسلہ میں (مجبور تو درکنار) محض اپروچ ہی کیا گیا۔ مسلم امہ کے حکمران اب بھی اپنی اپنی حکومتیں اور بادشاہتیں بچانے کی فکر میں ہیں اور فکری یلغار کو روکنے کی تدبیر ان میں سے کسی کے ایجنڈے میں شامل ہی نہیں۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ مسلم امہ کے جوانوں میں بے راہ روی، دین بیزاری اور مغرب پرستی عروج پر ہے۔ ملالہ یوسفزئی کے ڈرامائی کیس میں ہمارے میڈیا اور ماضی حال ومستقبل کے حکمرانوں کا کردار اس فکری یلغار کے اثرات کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس فکری یلغار کے آگے بند باندھنے کی خاطر علماءِ امت قیادت فراہم کریں اور دین دار نوجوان دین پر مر مٹنے کا جذبہ لے کر میدانِ عمل میں اتریں اور اس میڈیا کے خلاف سب سے پہلے اعلانِ جہاد کریں جو مغربی فکر وفلسفہ کے مرکزی مبلغ کا کردار ادا کر رہا ہے۔ جو قوم کے جوانوں کے ذہنوں کو مخصوص مغربی افکار کا اسیر بنانے کے لئے ایڑھی چوٹی کا زور صرف کئے ہوئے ہے۔ مگر یہ جہاد میڈیا کے مراکز پر بارودی حملوں سے نہیں ہوگا اور نہ ہی یہ ڈرون ٹیکنالوجی کا محتاج ہے بلکہ فکری یلغار کے خلاف جہاد بالمثل کرنا ہوگا۔ اور یہ کام عبدۃ الدراہم والدنانیر قسم کے ان کٹھ ملاؤں اور نام نہاد پروفیسروں سے متوقع نہیں جو بش اور اوباما کے دسترخوان پر ناشتہ کے خواہش مند اور اسی آس میں جیتے ہیں، بلکہ یہ جذبہ للّٰہیت کے اسلحہ سے لیس مثبت فکر کے حامل مردانِ خدا اور مثبت فکر کو فروغ دینے کی صلاحیتوں سے مسلح افراد ہی کرسکیں گے جنہیں منفی میڈیا کے مقابل ایک مثبت میڈیا لانا ہوگا جو امت مسلمہ کے اہداف کے مطابق کام کرسکے۔ (العبد المذنب، بابو غلام مہر علی گولڑوی)

☆عام کی تخصیص نیت کے ساتھ دیانۃً مقبول ہوتی ہے نہ کہ قضاءً☆